

بدلتی قدرتیں اور خواتین

ہر زمانے میں ہر جگہ کے سماج میں زندگی گزارنے کے کچھ آداب و سنور میں رہے ہیں اس کو ہم سماج کا معیار یا قدریں کہتے ہیں۔ ان قدروں کو ملنے میں بہت سے عوامل کا دریا ہوتے ہیں جیسے تاریخ، تمہیں روایات - جغرافیائی ماحولی حصول سانی کے طریقہ اور مذہب ان قراروں کو متعین کرنے میں مددگار ہوتے ہیں -

زندگی کا دھارا ندی کے دھارے کی طرح ہوتا ہے قبر جس طرح چھوٹی رکاوٹیں سے پانی اپنا راستہ بدل دیتا ہے ایک بڑی رکاوٹیں سیلاب نیکر(?) انہیں تباہ کر دیتی ہیں اسی طرح زندگی کی رفتار متوازن ہو اور چھوٹی موٹی تبدیلیاں کوئی رہیں تو انسانی مزاج اپنے آپ کو انکے مطابق دھاتا(?) رہتا ہے کہیں جب ایسی تبدیل آئی جو حضرت کے لئے غیر معمولی دباؤ کا باعث بن جائے تو پھر انکے خلاف آواز بلند ہوتی ہے اور سماج میں شدید تناؤ اور دہشت کا احساس ہونے لگتا ہے

یہ تو ہوئی عام زندگی کی بات عورت بھی انسان ہے ان کے اپنے بھی کچھ مسائل ہوتے ہیں اور اسی کے اس کی ذمہ داریاں(?) ہو جاتی ہیں - عورت کے دم سے گھر ہے جو عورت سے کہنا سیکھ لو۔ سوال ہے بچوں کی ابتدائی تعلیم تربیت کی ذمہ داری بھی قرار پاتی ہے - انہی سے شرم و حیا عبادت ہے رکھ دکھاؤ کا لحاظ عورت ہی کو کرنا پڑتا ہے - مذہبی روایتوں کی پاس داری انہی سے ہے۔ سہلیدری کا سلوک مسلوک(?) انہیں کے دم سے ہے؟ ہوا ہے انہی کے

انہی کا؟ تکتے ہیں - شادی بیاہ کے مسائل سے انہیں کو نیٹنا پڑتا ہے تھکے ہارے مرد کو آرام نہ پانے کے لیے عورت کے سہارے کی ضرورت ہے۔ اسی کے قرب سے ملتا ہے گلائی آرائش زیا؟ پکانا ریل؟؟ سینا ہر دن ما ہی کرتی ہے بزرگوں کی خدمت انہیں کا فرض ہے - فرض کسی سے لیکر گھر تک کی مصروفیات کم نہ ہونے پاتی ہیں۔ انہیں؟ نانی دادی یہی ہوتی ہے مرد کی زندگی میں تو ایک وقت آتا ہے جب وہ اپنی مسلسل محنت اور معروفیت سے سبکدوش ہو جاتا ہے لیکن عورت کی لت میں تو نطفہ "سبکدوش" نہیں ہوتا - ظاہر ہے انکی اتنی ساری ذمہ داریاں ہوں انکی طبیعت کے لحاظ سے تر شا ہوا پیرا بننے کی ضرورت ہے لیکن اسی تراش خراش کا عورت کی ذات پر کیا وتر پڑتا ہوگا یہ انکا دل ہی جانتا ہے۔ ہر اچھائی کا ہر مرد کے سر پر بندھا ہے اور پرکھتا ہی اور شلی برائی کا الزام عورت کے سر ہے۔ گویا انسانی سماج میں دوہرے معیارات پر پوری اترتے اترتے ہی زندگی بسر کر دیتی ہے -

مشرق ہو یا مقرب تھوڑا سا ظاہری فرق تو ضرور ہے لیکن ہر جگہ عورت کے نئے؟ نرمی - ملائعت کمزوری مبکا دھرنہ اسے زبانی ہے - صبر و شکر عصمت و عورت، فراخ دلی و سلیقہ و فرمانداری اطاعت و فرمانبرداری ان کبھی باتوں کا عورت سے تقاضا کیا جاتا ہے -

یہی قدریں سو برسی ہے کبھی نہیں اور آج بھی ہیں جبکہ ان کہ برید دو سو صدی کے دوران زندگی؟ بدل چکی ہے۔ آج کی دنیا تیز رفتار دنیا ہے۔ دراصل؟ اور آمد و رفت کے وسائل سے مصر مشرق و مغرب کو گوانگی بنا دیا - تعلیم طب؟ آزادی، ریڈیو، ٹیلیویژن، در مسائل ان سب کا اثر شہر تو شہر دیہاتی زندگی؟ بھی بڑا ہے ایسے برستے ہو کہ سماج میں کیا توقع کی جائے کہ عورت وہی ہے زبان اور؟ دام کی غلام بھی رہے تو ناممکن ہے۔

خایان اب حالات بدل چکے ہیں تو تی ای وی ایم ای ای او بی بی ایا روزگار حاصل کر رہی ہیں ہر شعبہ بن آیا رہا منوا رہی ہیں مستی کے یو اس میں بنی ان نام نہا چکی ہیں۔ اپنی سیاسی حقوق مل رہے ہیں ان سب کے باوجود اگر ہم بہ این کشور نشانی در دامی کہ شہر نانی باید دادی اور زبانی کو کسوٹی بنا کر ہم جابی کہ زمانی اور دادای جیہی ہو تو کیسے ممکن ہے - وقت کی رفتا ،

کو نہ کم کیا جا سکتا ہے نہ سکے پیچھے دھکیلا جا سکتا ہے نہ زندگی کے محاصل شدہ تجربات کو

حرف غلط کی طرح لٹایا جا سکتا ہے - ہولی کی اور اسے ، میں بیان آنے والی ہے۔ اگر ہم کچھ کر سکتے ہیں تو میں یہی کہ ترقی کرنے کے ساتھ زندگی کو متوازن بنا دو لیکن کو زندگی کی بدلتی ہوئی قدروں کو ضرور خوش آمدید کی مگر کنجالہ مو شد جوتوں کے تو توں دونوں کو زندگی کی بدلتی ہوئی قد انداز میں کیونکہ ہر مکتی چیز سونا نہیں ہوتی اگر پر کرنے کے گر کو نظر انداز کر دیا تی زندگی بد کشور ہو تنگی اور ایسا انتشار پیدا ہوگا کہ بھائے نہ کھلے گا -

اب حالات بدل چکے ہیں خواتین تعلیم پا رہی ہیں؟ طور پر بھی اپنا روزگار حاصل کر رہی ہیں ہر شعبہ میں اپنا لوہا منوا رہی ہیں مستی کے یو اس میں بھی نام بنا چکی ہیں۔ انہیں سیاسی حقوق مل رہے ہیں ان سب کے باوجود اگر دادی اور نانی کو کسوٹی بنا کر ہم؟ کہ نانی اور دادی؟ ہو تو کیسے ممکن ہے - وقت کی رفتار کو نہ کم کیا جا سکتا ہے نہ پیچھے دھکیلا جا سکتا ہے نہ زندگی کے محاصل شدہ تجربات کو حرف غلط کی طرح لٹایا جا سکتا ہے - اگر ہم کچھ کر سکتے ہیں تو بس یہی

کہ ترقی کرنے کے ساتھ زندگی کو متوازن بنائے لیکن زندگی کی بدلتی ہوئی قدروں کو ضرور خوش امید کہیں مگر بدلتی ہوئی قد انداز میں کیونکہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی اگر؟ کے گر کو نظر انداز کر زندگی بے محور ہو جائے گی اور ایسا انتشار ہوگا کہ جمائی نہ جائیگا۔

ایسی قدروں کو لینا باقی رکھنا یا بے جو ہمارے ذاتی فائدے کے ساتھ قوم و ملت کے لیے؟ اور ان مردہ قدری سے پیچھا چھڑا لینا جائے نہیں کے بستیوں کی طرف لیجانے والی ہیں۔ مرد کو بھی اپنے کو آپ اور دوسرے کو تو والا؟ بدلنا ہوگا۔ فراضدل؟ ہو کر عورت کے حقوق کو نہ صرف تقسیم کرنا یا بے بلکہ بدلتے وقت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہ عورت کے حقوق کی حفاظت کرے۔ عورت کو؟ دار نہیں ساتھی سمجھے حاکم و محکوم کا راستہ ضیافت کے رشتے ہی بدلے۔ اب صرف عورت کے سر برات کی ذمہ داری نہیں ڈالی جا سکتی بدلتی ہوئی قدریں عورت سے تعاون کی متقاضی مرد کے لئے یہ مشکل ضرور ہے کہیں اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف روی آن بدلتی قدروں سے خائف ہو کر صرف ماضی پرستی پر زور دے رہا ہے اور دوسری طرف ایسا گروہ میں خود اور مہربان ہے جو انت الہدی برات ابن کار اور ان کے نام پر سے روایت کے برخی انار با کم اور ٹی وی کو کار پر صابی اور کراؤں کے استاریم ہوں یہیں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ بانی برستی ہو یا انتہا مہندی دونوں صورتی فصرناک ہیں خوا اپنی کی یہ معنی آزادی کی انسان دہ ثابت ہو سکتی ہے سماج کو اسی طرح بکھیر کر رکھ دیگی کہ اس اور انفرے ہیں انسان کو صدیوں سے حاصل کی ہوئی نینی تباہ پر جائیگی اگر نامی برتی جنوں میں گئی تو اسکی تباہ کاریاں مورتوں کو نہیں ماندی اور اسکے نتیجہ کے طور پر پورے معاشرے۔ کو جہالت اور تاریکی میں خم کر دیگی۔ اس سے ہمیں اچھی قدروں کی قومی تہذیبی ہوں یا اطلاقی حلی ہوں یا عمرانی انکی حفاظت کرنی ہوگی۔ جو جیوں کو اجاگر کرنا ہوگا انکی رہنما ہیں بلکہ سو کے مجھے طور پر یا کسی قدروں کی طرح پرسنا ہوگا۔ اسی طرح ہی قدروں کو بھی برتنا ہوگا شادی بیاہ کے سائل، عورتوں کی؟ آزادی، تعلیمی میدان اور روزگار کی ہو لیں اپنی فطری صلاحیتوں کو ہر سے؟ دور بہتر بنانے کافی سب کو تھی کو ملنا چاہیے اگر ہم یہ توازن برقرار رکھ سکیں تو ہم اپنی قسمت پر ن؟ ناز بھی کم ہے ماضی کی بہترین روایات کو ساتھ لیکر مستقبل کی روشن امیدوں کے ساتھ ہم حال کی تعمیر بہتر طور پر کر سکیں گے اس سلسلے میں ہمیں قانون سازی کی ضرورت ہی ہوگی اور سماجی کارکنوں کی ان تھکی کوششوں کی بھی؟ پیدا ہو۔ ٹیلی ویژن فلم صحافت اور وسائل کو اس سلسلے میں اپنا حصہ ادا کرنا ہوگا مذہبی رہنماؤں اور سماجی رہنماؤں کو ایک کام کرنے کے لئے ایک میدان میں ایک دوسرے کے قریب ہونا پڑے گا۔ اس سلسلے میں خواتین اگر بڑکر اپنی ذمہ داریوں کو پہچاننے کی ضرورت ہے کیونکہ عام طور پر

والے انسان سے سابقہ پڑھاتے تو بارہ اسکی بہت پر شبہ کر یا پھر انکے عمل میں کوئی غرض؟ ہونے کی بات کرینگے اور اگر انکی سوچ کے مطابق کوئی سراغ کوئی انکے دیوانہ ہوتے ہی شک کریں؟

کاش یہ بات دیوانہ کہنے والوں کی سمجھ نہیں آجاتی کہ انہیں دیوانوں سے دنیا میں کی پسپائی آرام کی؟؟؟ اور محبت کا برم قائم ہے ورنہ یہ یا انسان سے خالی ہو جاتی۔ جگر میں سب نے قربان تک کہدیا کہ سمجھنا کیا ہے تو دیوانہ لگان عشق کو راندو یہ ہو جا لکھے جن جانب اسی بارے خدا ہوگا۔ ہاں رفتار زمانہ کو دیکھتے ہوئے خیال سے بڑا ڈر لگتا ہے کہ شاید دیوانوں کی تعداد گھٹ رہی ہے خدا نہ کرے کہ ایسا ہو کہ ہر آدمی ہیں اور تو کاشکا؟ ہو جائے اور کسی کو کسی پر اعتبار بدر ہے ہمارے شانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس سنک کو پھیلا ہی اور نظریں اپنی وسعت اور دل میں اتنی روشنی پیدا کریں کہ وہ ہر رنگ میں اپنے خالق کا جلوہ دیکھیں اور اسکی معمولوں سے محبت کریں۔ ہندوستان کی تاریخ روشن خیر صوفیاء کرام کے تعلیمات سے بری پڑی ہے اسکو کام کرنے کی؟ آج ضرورت ہزار سے پہلے کبھی نہیں تھی۔